احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

رُوحانی زندگی کا ثبُوت

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ...... فرماتے ہیں:۔

"رُوحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شاملِ حال رہیں...... بے سُود ہے وہ زندگی جو نفع رساں نہیں اور لاحاصل ہے وہ بقا جس میں فیض نہیں دنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں۔ ۱۔ ایک وہ زندگی جو خدائے حیّ و قیوم مبدءِ فیض کی زندگی ہے۔ ۲۔ دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جس پر ہر ایک زمانے میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے اور یاد رکھو جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ ہے اور مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔ کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ مَیں نے اس کی پیروی سے اور اُس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نُور سے پُر ہوتے ہوئے پایا ہے اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ اُن کے کھُلے کھُلے نوروں کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔"

(تریاق القلوب
رُوحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۷۵ ہش

ستمبر ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ــــــ ۳۷

شمارہ نمبر ــــــ ۹

شرح چندہ

پاکستان ــــــ ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ــــــ چھ روپے

اداریہ

"وہ مجھ سے ہیں"

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات میں اُمّت کے افتراق و انشقاق اور فرقوں میں اس کے بٹ جانے کی خبر دی گئی تھی اور یہ بھی واضح طور پر بیان کر دیا گیا تھا کہ یہ فرقے غلط راستوں کو اختیار کر چکے ہوں گے ۔ کسی کی دامنِ رسول سے وابستگی نہ ہو گی ۔ لیکن اس اظہارِ حقیقت کے ساتھ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بھی خبر دی گئی تھی کہ یہ اُمّت ہلاک نہ ہوگی جس کے اوّل دَور میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوں گے ۔ یہ ایک بہت بڑی خوشخبری تھی کہ دینِ حق کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آخرین کی جماعت قائم ہوگی جو اوّلین کے نقشِ قدم پر قرنِ اوّل کی یاد تازہ کرے گی ۔ وہ مسیح موعود کے انصار ہوں گے اور وہی مہدی آخر الزمان کی جماعت ہوگی ۔ جو حکم و عدل کی حیثیت سے ظاہر ہوں گے ۔ ہاں وہی مہدی کی جماعت کہ جنہیں مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِی کا مصداق قرار دیا گیا اور فرمایا کہ وہ میری سُنّتِ بیضا پر عمل پیرا ہوگی ۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت آخرین کو کبھی بھی مذکورہ ۷۲ فرقوں سے قرار نہیں دیا ۔ بلکہ اسے اپنے دامنِ محبت و وفا سے وابستہ قرار دیا ۔ قطع نظر اس کے کہ علماء وقت اور اربابِ سیاست انہیں ان کا جائز مقام دینے کو تیار نہ بھی ہوں ، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں "اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا" قرار دیا اور فرمایا

يُؤْخَذُ مِنْهُمُ الْحُقُوْقُ وَلَا يُعْطَوْنَ حُقُوْقَهُمْ اُولٰئِكَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ ۔" (کنز العمال)

یعنی ان کے حقوق سلب کر لئے جائیں گے اور انہیں ان کے حقوق نہیں دئے جائیں گے ۔ (پس) وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن میں سے ہوں ۔

فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دینی ، معاشرتی ، اقتصادی اور سیاسی حقوق کس سے چھینے گئے ۔ اور کس کو جائز حقوق نہ دئے گئے ۔ دامنِ رسولؐ سے کاٹ کر الگ کرنے کا فعل کس کے لئے ہوا ۔ اس واضح حقیقت کو سب جانتے ہیں ، کسی شخص سے مخفی نہیں

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و وفا کا تعلق رکھنے والی جماعت مہدی آخر الزمان کی جماعت ہے۔ جسے آج امتیاز حاصل ہے کہ وہ دین حق کے لئے دامے درمے قدمے سخنے قربانیاں دے رہی ہے۔ اور قانون و طاقت کے بل بوتے پر انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ڈالا گیا مگر یہ جماعت صدق و وفا کی گزرگاہ پر رواں دواں اپنی رفعتوں کو پا رہی ہے۔ اور جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود...... نے خبر دی:-

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔"

(رسالہ الوصیت)

کے مطابق اللہ کی حفاظت اور اس کی تائید و نصرت کی حامل ٹھہری۔

الٰہی جماعتوں کے مقدر میں اگر ابتلاء و امتحان ہیں تو فتح و کامیابی بھی انہی کا مقدر بنتا ہے۔ اور انکی کامیابی کے راستہ میں کوئی روک نہیں ٹھہر سکتی۔ ربّ ذوالجلال کی نوید کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود...... نے فرمایا:-

"مَیں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر مَیں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی مَیں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ مَیں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سُن لو کہ میری رُوح ہلاک ہونے والی رُوح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمّت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔" (انوار الاسلام)

آج اس عزم، ہمّت اور یقین کے ساتھ ہی جماعتِ آخرین آگے بڑھ رہی ہے۔ خدا کرے کہ وہ وقت جلد آئے کہ جب عشّاقِ رسولؐ اپنی حقیقی منزل کو پالیں۔ آمین

امام الکلام

امام الزّمان اور انتشار رُوحانیت

سیّدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ ...... ضرورۃ الامام میں فرماتے ہیں :۔

"جب دنیا میں کوئی امام الزّمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں ۔ اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں ۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبّر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے ۔ اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذّت عطا کی جاتی ہے ۔ اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجّت کی طاقت بخشی جاتی ہے ۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشارِ رُوحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے ۔ جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اُترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے ۔ اور یہ ایک عام قانون اور سُنّت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا ۔ اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے ۔ مگر مسیح موعود کے زمانے کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشارِ نورانیت اس حد تک ہو گا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوّت کریں گے ۔ اور عوام الناس رُوح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتوہ ہو گا ۔

جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منوّر ہو جاتی ہے اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے ۔ اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی ۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے ۔ کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام و نشان نہیں رہتا ۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے ۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۷۳-۴۷۴)

کلام الامام

رفعتیں توحید سے وابستہ ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ٹورنٹو (کینیڈا) میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

"ہر بات توحید سے چلتی ہے اور توحید کے سوا مذہب کا کوئی مضمون بھی نہیں جاری ہوتا۔ ہر بلندی کا چشمہ توحید ہے اور ہر عجز کا چشمہ بھی توحید ہے۔ ان معنوں میں رفعتیں بھی توحید سے وابستہ ہیں اور انسان کے نفس کی پستیاں ہیں وہ بھی توحید سے ہی وابستہ ہیں۔ اگر توحید سے تعلق نہ ہو تو رفعتیں بھی ذلتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اگر توحید سے تعلق نہ ہو تو پستیاں بلندیوں میں تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ ہر نماز میں سجدے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تم نے اگر اللہ سجدہ کیا ہے تو پھر یہ دعا کرو سبحان ربی الاعلیٰ۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ سبحان ربی الاعلیٰ ...... اب سبحان ربی الاعلیٰ کا مضمون اس وقت ہے جب انسان کا سر انتہائی پستی کی حالت میں خدا کے حضور جھکا ہوا ہوتا ہے اور اسے یاد دلایا جا رہا ہے کہ تمہاری رفعتیں تمہاری پستیوں سے وابستہ ہیں۔ کیونکہ تم خدائے واحد کے حضور جھکے ہو جب کہ ہر دوسرے کی غلامی سے تم آزاد کئے جا رہے ہو۔

اور تمام رفعتیں اس پستی میں ہیں جو خدا کی خاطر قبول کی جاتی ہیں۔ پس کہو "سبحان ربی الاعلیٰ" پاک ہے میرا رب جو بہت اعلیٰ ہے اور "ربنا" نہیں "ربی الاعلیٰ" فرمایا گیا ہے ہر شخص کا رب اس پر اپنی رفعتوں کے ساتھ اسکی پستیوں کی نسبت ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جب بھی خدا کا بندہ عجز اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک اٹھا لیتا ہے اور زنجیر کے ذریعے سے لپیٹ کر اوپر لے جاتا ہے ..... تو وہ زنجیر جو اترتی ہے اس سے مراد درجہ بدرجہ انسان کی پستی خدا کے حضور اور درجہ بدرجہ اس پستی کی نسبت رفعت ہے۔

ساتویں آسمان سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہر شخص جو خدا کے حضور جھکتا ہے اسے سیدھا ساتویں آسمان تک رفعت دی جاتی ہے۔ ساتویں آسمان تک رفعت اس کا انتہائی مقام ہے۔ جتنا تذلل اختیار کرے گا اتنا اس کی رفعت کے سامان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونگے۔ یعنی یہ پستیاں بذاتِ خود رفعتوں میں تبدیل نہیں ہوا کرتیں۔ اسلئے آسمان سے زنجیر اترنے کا ذکر فرمایا یعنی تم تذلل اختیار کرو مگر یہ وہم بھی نہ کرنا کہ تمہارا تذلل ہی تمہیں کچھ عطا کرے گا۔ تمہارے تذلل کو رفعتوں میں بدلنے کیلئے آسمان سے ایک زنجیر کا اترنا لازم ہے۔ اور وہ اترے گی تو تمہارے تذلل کے متعلق فیصلہ کرے گی کہ کس حد تک اس میں رفعت کی طاقت موجود ہے اور اسی نسبت سے تمہیں اٹھایا جائیگا ....." (اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱۔ جون ۱۹۹۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۹۔ اگست ۱۹۹۶ء صفحہ ۱ کالم ۱-۲)

عربی منظوم کلام

وَمَا قُلْتُ اِلَّا مَا اُمِرْتُ بِوَحْیِهٖ ⁂ وَمَا کَانَ هَجْسٌ بَلْ سَمِعْتُ مُنَدِّدَا

اور میں نے وہی بات کہی جس کا مجھے خدا کی وحی سے حکم دیا گیا اور وہ کوئی ناقابلِ فہم دھیمی آواز نہ تھی بلکہ میں نے تو ایک پُرشوکت آواز سنی ہے

تَعَالٰی مَقَامِیْ فَاخْتَفٰی مِنْ عُیُوْنِهِمْ ⁂ وَرَبِّیْ یَرٰی هٰذَا الْجَنَانَ الْمُجَرَّدَا

میرا مقام تو بلند ہے اس لئے ان کی آنکھوں سے مخفی ہو گیا ہے اور میرا پروردگار اس یکتا دل کو دیکھ رہا ہے

اَتُکْفِرُ رَجُلًا اَیَّدَ الدِّیْنَ حُجَّةً ⁂ وَدَافَ رُءُوْسَ الصَّائِلِیْنَ وَاَرْجَدَا

کیا تو ایسے آدمی کی تکفیر کرتا ہے جس نے دلیل کے ساتھ دین کی تائید کی اور حملہ کرنے والوں کے سروں کو توڑ دیا اور کچل ڈالا

اَنَحْنُ نَفِرُّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَدِیْنِهٖ ⁂ وَیَبْدُوْ لَکُمْ اٰیَاتُنَا الْیَوْمَ اَوْ غَدَا

کیا ہم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے دین سے دُور بھاگ سکتے ہیں جب کہ تمہارے لئے آج یا کل ہمارے نشان ظاہر ہو جائیں گے

وَوَاللّٰهِ لَوْلَا حُبُّ وَجْهِ مُحَمَّدٍ ⁂ لَمَا کَانَ لِیْ حَوْلٌ لِاَمْدَحَ اَحْمَدَا

اور خدا کی قسم! اگر مجھے محمدؐ کے چہرے کی محبت نہ ہوتی تو مجھے کوئی طاقت نہ ہوتی کہ احمد کی مدح کر سکوں

فَفِیْ ذَالِکَ اٰیَاتٌ لِّکُلِّ مُکَذِّبٍ ⁂ حَرِیْصٍ عَلٰی سَبٍّ وَاَلْوٰی کَالْعِدَا

اس میں ہر اس تکذیب کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں جو گالیاں دینے پر حریص اور دشمنوں کی طرح پیچھے پڑنے والا جھگڑالو ہے

وَکَمْ مِّنْ مَّصَائِبَ لِلرَّسُوْلِ اَذُوْقُهَا ⁂ وَکَمْ مِّنْ تَکَالِیْفَ سَئِمْتُ تَوَدُّدَا

اور بہت سی مصیبتیں ہیں کہ رسول اللہ کی خاطر میں انہیں چکھ رہا ہوں اور بہت سی تکلیفیں ہیں جو میں نے محبت کی وجہ سے برداشت کی ہیں

وَمَوْتِیْ بِسُبُلِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ مِیْتَةٍ ⁂ فَاِنْ فُزْتُهَا فَسَاُحْشَرَنْ بِالْمُقْتَدٰی

اور مصطفےٰ کی راہ میں میری موت بہترین موت ہے سو اگر میں اس (موت کے حاصل کرنے) میں کامیاب ہو جاؤں تو میں ضرور اپنے پیشوا کیساتھ اٹھایا جاؤں گا

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۹۴-۹۵)

فارسی منظوم کلام

آمدم بر وقت چوں ابرِ بہار ❊ بامن آمد صد نشانِ لُطفِ یار

مَیں ابرِ بہار کی طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ یار کی مہربانیوں کے سینکڑوں نشانات ہیں

آسماں از بہرِ من بارد نشاں ❊ ہم زمیں الوقت گوید ہر زماں

آسمان میرے لئے نشان برساتا ہے اور زمین بھی ہر دم یہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے

ایں دو شاہد بہرِ من استادہ اند ❊ باز در من ناقصاں اُفتادہ اند

میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں پھر بھی یہ بیوقوف میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ہائے ایں مردم عجب کور و کر اند ❊ صد نشاں بینند غافل بگذرند

ہائے افسوس یہ لوگ عجب طرح کے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گزر جاتے ہیں

او چو بر کس مہربانی مے کُند ❊ از زمینی آسمانی مے کُند!

وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اُسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے

عزتش بخشد ز فضل و لطف و جود ❊ مہر و مہ را پیشش آرد در سجود!

اپنے فضل لُطف اور کرم سے اُسے عزت بخشتا ہے سورج اور چاند کو اُس کے سامنے سجدہ میں گرا دیتا ہے

من نہ از خود ادعائے کردہ ام ❊ امرِ حق شد اقتدائے کردہ ام

مَیں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خُدا کے حکم کی پیروی کی ہے

کارِ حق است ایں نہ از مکرِ بشر ❊ دشمنِ ایں دشمنِ آں دادگر

یہ خدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا مکر اس کا دشمن اس فریاد کو سُننے والے خدا کا دشمن ہے

(سراجِ منیر۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۹۸-۹۹)

حضرت اقدس کی پُرانی تحریریں

اس مضمون کے بارے میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ..... نے ۱۹۲۴ء میں اپنی تصنیف "سیرت حضرت مسیح موعود ...... حصہ اوّل میں یہ نوٹ دیا تھا کہ "یہ مضمون ...... حضرت مسیح موعود...... نے آج سے قریباً پچاس برس قبل لکھا تھا" گویا یہ مضمون اندازاً ۱۸۷۴ء ۱۸۷۵ء کے لگ بھگ تحریر کیا گیا تھا۔ اس کی اشاعت کی سعادت حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ..... کو نصیب ہوئی۔ جنہوں نے اسے ۲۴۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کے "الحکم" میں شائع کیا۔ افادہ احباب کیلئے اسے اب "ماہنامہ انصار اللہ" میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ پس احسان کو خدا تعالیٰ نے عدل سے موخر کیا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے جو احسان وہی قابل تعریف ہے کہ جس میں عدل کی رعایت مفقود نہ ہو یعنے وضع شے کا غیر محل میں نہ ہو۔ کیونکہ عدل کے یہی معنی ہیں۔ جو ہر یک شئے کو اپنے محل پر وضع کریں۔ پس ایسا احسان کہ مثلاً کوئی شخص چوری کر کے کسی کو مروّت سے کچھ دے دے۔ یہ احسان جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عدل کی پابندی سے نہیں یا مثلاً ایسا احسان کہ حقدار کے حق سے تغافل کر کے کسی دوسرے سے سلوک کرے۔ اسی طرح ایک خلق فاضل جو احسان میں داخل

ہے وہ عدل کی پابندی سے محمود ہے اور اگر عدل کی پابندی نہ ہے یعنے ایسا رحم ہو کہ جس میں عدل فوت ہو جائے یا ایسا عفو ہے کہ جس میں عدل فوت ہو جائے وہ جائز نہیں۔ مگر اس جگہ یاد رہے کہ احسان کے معاملہ میں ہر یک شخص کو ایثار تو درست ہے یعنے اپنا حق بطور احسان کے دوسرے کو دے دے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ کسی دوسرے کا حق احسان میں تلف کرے۔ اسی طرح عفو میں یہ جائز نہیں کہ ایسے موقع میں کہ مقتضا عدل کا قصاص ہو عفو کرے لیکن یاد رہے کہ عدل سے مراد وضع الشئے فی محلہ ہے اور جمع ہونا عدل اور عفو یا عدل اور احسان یا عدل اور انتقام کا ایک محل میں اجتماع ضدین میں سے نہیں ہے۔ اور عدل میں ہر حال سزا دینا لازم نہیں بلکہ وصفیت عدل کی یہ ہے کہ جو ایک امر باعث اکثر اغلب لوگوں کی بھلائی کا ہے وہی بجا لایا جائے یعنے وضع شے کا اپنے محل پر کیا جائے۔ اس صورت میں عدل اور اخلاق فاضلہ میں کچھ تضاد نہیں۔ بلکہ اخلاق فاضلہ وہی اچھے ہیں کہ جب عدل کے ساتھ جمع ہوں اور جو علتِ غائی اخلاق فاضلہ کی ہے یعنے اتصال بالمبدا کے لئے ذریعہ ہونا وہ تبھی متحقق ہو سکتی ہے کہ بشمول عدل اخلاق فاضلہ صادر ہوں کیونکہ خداوند تعالیٰ احق محض ہے اور ہر یک اَمر جو حقانیت سے خالی ہو وہ ذریعہ اس کے حصول کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اُس سے بُعد اور دُوری پیدا ہوتی ہے اور اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے جو اخلاق فاضلہ فی نفسہٖ کچھ چیز ہی نہیں۔ بلکہ وہ اس لئے استعمال لائی جاتی ہیں کہ تا حصول وصال الٰہی کے لئے وسائل ہوں۔ پس وہ اسی حالت میں وسیلہ ٹھہر سکتے ہیں کہ جب علے وجہ الحق والحکمت صادر ہوں۔ کیونکہ جب اخلاق علے وجہ الحق والحکمت صادر ہوں گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ حقانی طرح کا آدمی بن جائے گا۔ اور یہ امر اس کے لئے باعث اتصال بالمبدء کا ہے کیونکہ التزام حق کو بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہیں اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نہ کرے درجہ محبوبیت کا اس کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

اب اس بات کا سمجھنا بھی ضروری ہے جو التزام حق سے کیا مراد ہے۔ سو اس کی توضیح یہ ہے کہ ضروری امر انسان کے لئے یہ ہے جو اس کے سارے کام خدا کے لئے ہو جائیں اُس کا عفو اس کا رحم اُس کا احسان اُس کا انتقام اُس کا قصاص اُس کی نرمی اُس کی درشتی محض خدا کے لئے ہو جائے اور کوئی غرض درمیان نہ ہو تا وہ اپنے تمام قول اور فعل اور حال میں اپنے وجود سے بکلی کھویا جائے۔ اسی میں اس کی سعادت عظمیٰ اور نجات ہے۔ اور یہی آخری مرتبہ اس کے کمال کا ہے۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ انسان کی تمام اخلاق محض خدا کے لئے کیونکر صادر ہوں۔

عوام یوں سمجھتے ہیں کہ جو شخص خدا سے ڈر کر بہر حال مخلوق اللہ سے نیکی کرے اور بغیر ملاحظہ محل

بے محل کے عفو اور سلوک اور احسان کی عادت ڈالے وہ سارے کام خدا کے لئے ہی کرتا ہے۔ لیکن وہ ایسا سمجھنے سے غلطی پر ہیں۔ بلکہ جو فعلِ خیر بے محل کیا جائے وہ فعل خیر ہی نہیں رہتا بلکہ فعل شر ہو جاتا ہے۔ ایک شخص کو حنظل کھلانا سُود مند ہے تم اس کو شہد پلاتے ہو گو وہ شیریں ہے لیکن تم اس سے نیکی نہیں کرتے۔ علاوہ اس کے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہ غرض ہے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہوں۔ یعنے ایسے طور سے استعمال میں ہوں کہ جس سے انسان اپنی ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیّت سے استعمال کریں جو وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائیں۔ اور جیسے سایہ اپنے وجود میں کچھ چیز ہی نہیں بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل کی ہی متابعت میں محو ہوتا ہے۔ ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اُس کو اپنی ذات میں نفی اخلاق کا درجہ حاصل ہو۔ یعنے ایسا ہو کہ اُس کے لئے کوئی بھی صفت نہیں نہ اس میں رحم کی صفت ہے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لُطف کی اور ان صفتوں کو اس میں پیدا کرنے والا محض اخلاق الٰہی ہوں۔ اور یہ اخلاق اس طور سے اس سے صادر ہوں کہ جیسے توحید فعلی پیدا ہوتی ہے۔ اور توحید فعلی اخلاق کی تبھی پیدا ہوتی ہے۔ کہ جب اخلاق انسان کے بہ تبعّیت اخلاق اپنے خالق کے صادر ہوں اور خالق کے تمام اخلاق میں حقیقی نیکی بھری ہوئی ہے جو حق اور حکمت پر مبنی ہے۔ دنیا میں صرف اُس کا لُطف ہی نہیں پایا جاتا بلکہ قہر بھی پایا جاتا ہے لیکن خالق کا مقصود بالذّات نہ لطف ہے نہ قہر ہے بلکہ حقیقی نیکی مقصود بالذات ہے اور لُطف اور قہر اُس کے لباس ہیں اور جس طرح تبدیل لباس سے صاحب لباس کی ذات میں فرق نہیں آتا اسی طرح تبادل لطف اور قہر سے حقیقی نیکی میں کچھ بھی تبدّل واقعہ نہیں ہوتا۔ چونکہ خدا اپنے بندوں سے حقیقی نیکی بجالاتا ہے اس لئے وہ شخص جو توحید فعلی کے حصول کا خواہاں ہو اُس کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ توحید فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ فنا فی اخلاق اللہ کا تب متحقّق ہو سکتا ہے کہ جس طرح خداوند تعالیٰ حقیقی نیکی کو بجالاتا ہے نہ مجازی نیکی کو۔ **عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم** یہ بھی حقیقی نیکی کا مصدر ہو جائے۔ پس حقیقی نیکی کا مصدر ہوا تو بباعث فنا فی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پالے گا۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہٖ کچھ چیز نہیں۔ بلکہ وہ قوتیں خدا نے انسان کو اسلئے عطا فرمائی ہیں کہ تا انسان فنا فی اخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل کر کے توحید فعلی کو حاصل کرلے۔

اب جبکہ مدار فنا فی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹھہری تو اسے حقیقی نیکی پر قدم مارنا **صراط مستقیم** ہے اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے میں متساہل ہے وہ درجہ تفریط میں ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑھے وہ

افراط میں پڑتا ہے ۔ ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے ۔ کیونکہ محل کے ساتھ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی افراط ہے اور کسی جگہ بھی رحم نہ کرنا یہ تفریط ہے ۔ کیوں اس میں محل بھی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے ۔ اور وضع شے کا اپنے محل پر کرنا یہ توسط اور اعتدال ہے ۔ کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے ۔ جس کی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اس کی دعا ہر نماز میں بھی مقرر ہوئی ہے جو صراط مستقیم کو مانگتا ہے ۔ کیونکہ یہ امر اس کو توحید پہ قائم کرنے والا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر ہونا خدا کی صفت ہے ۔ علاوہ اس کے صراط مستقیم کے حقیقت حق اور حکمت ہے ۔ پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے بندوں کے ساتھ بجالایا جائے تو اس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر خدا کے ساتھ بجالایا جائے تو اس کا نام اخلاص اور احسان ہے ۔ اور اگر اپنے نفس کے ساتھ ہو تو اُس کا نام تزکیہ نفس ہے اور صراط مستقیم ایسا لفظ ہے کہ جس میں حقیقی نیکی اور اخلاص مالعد اور تزکیہ نفس تینوں شامل ہیں ۔

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ صراطِ مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینوں تین قسم پر ہیں ۔ علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے ۔ اور عملی میں اُن حقوق کو بجالانا ۔

مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اس کو ایک سمجھنا اور اس کو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفاتِ کاملہ ہونا ۔ اور قابلِ عبودیت ہونا اسی میں محصور رکھنا یہ تو حق اللہ میں علمی صراطِ مستقیم ہے ۔ اور عملی صراطِ مستقیم یہ ہے جو اس کی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت میں اس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا ۔ اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت میں کھو جانا ۔ یہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے ۔

اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہ جو ان کو اپنا ہی نوع خیال کرنا اور ان کو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے ۔ جو اُن کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے ۔ اور سب فانی ہیں ۔ یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں اور اپنی ذات میں کامل ہے ۔

اور عملی صراطِ مستقیم یہ ہے ۔ حقیقی نیکی بجالانا ۔ یعنے وہ اُمر جو حقیقت میں ان کے حق میں اصلح اور راست ہے بجالانا ۔ یہ توحید عملی ہے کیونکہ موحّد کی اس میں یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں ۔ اور حق النفس میں علمی صراطِ مستقیم یہ ہے کہ جو جو نفس میں آفات پیدا ہوتی ہیں جیسے عُجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت میں اخلاق رذیلہ ہیں ویسا ہی ان کو اخلاق رذیلہ جاننا ۔ یہ علمی

صراطِ مستقیم ہے اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور اپنی ذات میں قدوس ہے۔

اور حق النفس میں عملی صراطِ مستقیم یہ ہے جو نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا۔ اور صفت تخلی عن رذائل اور تحلی بالفضائل سے متصف ہونا یہ عملی صراطِ مستقیم ہے۔ یہ توحید ہی ہے۔ کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے۔ اور اس کو فنا فی تقدس اللہ کا درجہ حاصل ہو۔ اور اس میں حق العباد میں جو عملی صراطِ مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے۔ اور وہ یہ ہے جو عملی صراطِ مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے اور ایک بالمعنے شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے۔ لیکن حق العباد جو عملی صراطِ مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہنچے۔ اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے۔ غرض تحقق عملی صراطِ مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے۔ اور عملی صراطِ مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پہ مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں۔ یہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا گیا جو رہبانیت اسلام میں نہیں۔

اب جاننا چاہیئے جو صراطِ مستقیم علمی اور عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو۔ پس یاد رکھنا چاہیئے جو قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہیں دیا گیا۔ اور باقی سب اس کے وسائل ہیں۔ ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید عملی کے قائم کرنے کے لئے ہے تا انسان کے آئینہ وجود میں اخلاق اللہ کا عکس منعکس ہو کر اس کو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے۔ پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور میں لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال میں فانی اور گم کرے۔

.... اور جیسا فرمایا لی یسمع لی یبصر لی یمشی لی یبطش۔ اور اس حالت میں کہ افعال اس کے افعال الٰہی کا ایک سایہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اس کے افعال میں نہیں آتا اور جو مقتضاء حق اور حکمت کا ہو وہی اس سے صادر ہوتا ہے اور اسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اس سے جو کمی بیشی ہو اس کو افراط اور تفریط سمجھتا ہے۔

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہیں جو کسی خود غرضی کے منشاء سے

پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اس کو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مدنظر ہوتا ہے۔ ایسا ہی عجب میں بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے۔ بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے۔ حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی میں ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کرے۔ توحید عملی اختیار کرے اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ قد افلح من زکّٰھا اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملبوث نہ کیا انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے۔ اور وہی ہدایت یافتہ ہیں یعنے ان کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا۔ ایمان بھی خالصتاً خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات کا درجہ پایا۔ اور پھر اپنے اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا۔ یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی۔

اور یہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اس لئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے۔

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہ ہے جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کرکے انس اور شوق الٰہی میں مستغرق کریں۔ یہ اس لئے توحید ہے جو اس میں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان میں نہ رہے۔

صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند

یہ توحید بوجہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشوں سے بکلّی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے۔ اس لئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے۔ اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں۔ اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاک نعبدُ وایاک نستعین کی دعا ہے۔ کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی۔

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے۔ ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقائد سے حاصل ہوتی ہے۔

دوسری توحید عملی کہ جو قویٰ اخلاقی کو خدا کے راستہ میں کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے

مرتبہ تک پہنچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا ۔ اور نابود اور بے نمود ہو جانا ۔ یہ توحید بوجہ کامل تب میسّر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے ۔ اس کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاک نستعین ہے ۔ ان اللہ یزکی من یشاء لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے اور حتی الوسع واستطاعت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اس کو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہیئے ۔ جو اس توحید کا پیالہ اس کے نصیب کرے ۔ گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند ۔ ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش ۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا ۔ والذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون ۔

ربّنا لا تؤاخذنا اِن نّسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے ۔ توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ ۔ توحید بہ تخلق اخلاق اللہ ۔ توحید بہ شہود وجود اللہ ۔ توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے مضمون کا قائل ہو اور اسی کے ضمن میں توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے ۔ پھر زیادہ تر تشریح اس کی کلمہ وَحدہٗ لاشریک میں ہے جس کے یہ معنے ہیں جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جائز نہیں ۔ یہ تو توحید علمی ہے ۔

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اس سے بہ تبعیّت اخلاق الٰہی صادر ہو ۔ یعنے افعال اس کے مرضیات الٰہی میں ایسے محو ہوں جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں ۔ اور یہ حالت اس وقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں ۔ کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہریں گے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو ۔ یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہیں ۔

توحید ۱ اعتقادی ۔ توحید ۲ فی العبادت ۔ توحید ۳ اخلاقی ۔ توحید ۴ شہودی ۔

توحید اعتقادی ظاہر ہے ۔ توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہراویں ۔ توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر یک فعل بہ تبعیّت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو ۔ توحید شہودی یہ ہے جو بہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالیٰ کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے ۔

کہ جتنے زنگ مخفی ہیں محبت سب کی صیقل ہے[1]

کلیجہ ہے کہ آتش ہے یہ آنکھیں ہیں کہ بادل ہے
نہ اُس پہلو مجھے کل ہے نہ اِس پہلو مجھے کل ہے

گریباں چاک کر ڈالا اسی جوشِ محبت میں
ہزاروں حرکتیں ایسی کہ گویا عقل مختل ہے

طوافِ قصرِ جاناں[2] میں کبھی کٹتی تھیں یہ راتیں
ہر اِک زینے پہ اِک سجدہ کہ یہ دلبر کی ہیکل ہے

ہنسا کرتے تھے سن کر عشق کے رستے کی سختی ہم
مگر جب خود چلے، دیکھا کہ سر تا سر ہی دلدل ہے

بجائے نیند برسوں سے مقدر میں ہے بے خوابی
عجب بستر ہے کانٹوں کا بظاہر گرچہ مخمل ہے

---

[1] الفضل ۲۳-۱-۳ [2] یعنی بیت مبارک قادیان

کسے دیکھیں؟ کہاں دیکھیں؟ جدھر دیکھا وہی وہ ہے
جو ظاہر ہے جو باطن ہے جو آخر ہے جو اوّل ہے

ہم اُس سے ہیں وہ ہم میں ہے جُدائی ہو نہیں سکتی
نظر آئی دوئی جس کو وہ خود نا اہل و احول ہے

غبارِ خاکِ پائے شہسوارِ عشق ہیں ہم بھی
ہماری گرد کو بھی پا نہیں سکتا جو پیدل ہے

یہ ہے پیغام مالک کا کوئی سالک کو پہنچا دے
کہ میرے غیر سے لذّت تجھے زہرِ ہلاہل ہے

کہاں تک درپئے راحت طلب کر منبعِ راحت
کہ جس کو مل گیا وہ اُس کو جنگل میں ہی منگل ہے

یہ جان و مال اور عزّت انہی قدموں پہ جا ڈالو
سوالِ وصلِ جاناں کا مرے پیارو یہی حل ہے

نہیں کچھ چند روزہ ہاؤ ہو کی قدر ان کے ہاں
پسند اُن کو وہ اُلفت ہے جو دائم ہے مسلسل ہے

نہ ہو توفیق کرنے کی تو دل میں تو ارادہ ہو
کہ نیّت نیک مومن کی عمل سے اُس کے افضل ہے

زبورِ عشق میں آیت عجب یہ اک نظر آئی
کہ شب بھر سوکے لافِ عشق جو مارے وہ پاگل ہے[1]

اَلَسْتُ اور بَلیٰ کے دن ہوا تھا عہد جو باہم
نہ ہو اعلان گر اس کا تو ایماں نامکمل ہے

توجہ ہو تضرّع ہو تذلّل ہو تبتّل ہو
نمازِ عشق ان ارکان سے ہوتی مکمل ہے

زکوٰۃِ مال سے گر تزکیہ حاصل نہ ہو دل کا
تو گویا دے کے سونے کو لیا بدلے میں پیتل ہے

نہ دیں وہ داد روزے کی اگر اَلصَّوْمُ لِی کہہ کر
تو انعام اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ اُمیدِ مہمل ہے

نہ جانا صرف ظاہر پر ادائے حج میں اے مُسلم
کہ رازِ عشق ہر ہر رُکن میں اس کے مقفّل ہے

کبھی پھرتے ہیں کُوچے میں کبھی چاروں طرف گھر کے
صفا مروہ پہ چین ان کو نہ کعبے میں انہیں کل ہے

---

[1] یعنی قرب الٰہی کے لئے تہجّد پڑھنا ضروری ہے۔

یہاں کیا کام دیوانوں کا بستی سے نکل جائیں
جو ہیں بیتاب مرنے کو ٹھکانا ان کا جنگل [1] ہے

کفن، احرام اور لبیک نعرہ ہے شہادت کا
حرم لیلیٰ کا محمل ہے منیٰ عاشق کا مقتل ہے

مبارکباد اے طالب کہ ظلمت گاہِ عالم میں
حبیبِ یار رہبر ہے کلامِ یار مشعل ہے

مشو مغموم از فکرِ صفائے باطن اے زاہد
کہ جتنے زنگ مخفی ہیں محبت سب کی صیقل ہے

[1] میدانِ عرفات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ..."

(کشتی نوح)

اکتیسویں (۳۱) جلسہ سالانہ برطانیہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کا خلاصہ

ہم نے دنیا کو زندہ کرنا ہے یہ یقین رکھتے ہوئے کہ ہم خاک ہیں

ہمیں ایک لمبا سفر درپیش ہے اور یہ سفر خدا کے سہارے کے بغیر ممکن نہیں

احمدی کا قدم صدق کی راہوں پر رواں دواں ہے گالیاں کھا کر دعا دینے کا طریق جاری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب۔

لندن - ۲۶ - جولائی ۱۹۹۶ء جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۱ واں جلسہ سالانہ آج لندن سے چالیس کلو میٹر دُور اسلام آباد، ٹلفورڈ کے مقام پر دعاؤں، ذکر الٰہی اور عبادات کے رُوح پرور ماحول میں شروع ہوگیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب سے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں توحید کی طرف سفر اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ اس کے لئے عاجزی و انکساری کو اختیار کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس تمثیل کا ذکر فرمایا جس میں رُوحانی پرندوں کے ایک آواز پر مشرق و مغرب سے آکر جمع ہونے کا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سے آنے والے روحانی پرندوں کو زندگی بخشنے کا ذکر ہے۔ یہ وہ دَور ہے جس میں آج ہم داخل ہو چکے ہیں۔ آج خدا نے اپنے جلوے دکھانے کے لئے ہمیں چُن لیا ہے۔ آج کا اجتماع اس کا واضح نشان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس موقع پر یہ بات یاد دلانی ضروری ہے کہ انسان اپنی کامیابیوں کو اپنے نفس کی طرف اور ناکامیوں کو خدا کی طرف منسوب کر لیتا ہے یہ بدترین شرک

ہے۔ آج جو ہم کامیابیوں کے دور میں داخل ہیں اس میں ادنیٰ سا بھی شبہ نہیں کہ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے ورنہ ہم کیا ہیں اور ہماری حیثیت کیا ہے۔ اور کتنے بڑے بڑے کام ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ کا ارشاد ہے کہ

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے دنیا کو زندہ کرنا ہے۔ یہ یقین رکھتے ہوئے کہ ہم خاک ہیں۔ ہم میں کوئی طاقت نہیں۔ ہم خاک ہیں مگر یہ خاک خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جو طوفان بن کر اٹھے گی اور ساری دنیا پر چھا جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے عجز کے مقام کو کبھی نہ بھولیں۔ یہ توحید کا پہلا قدم ہے۔ لیکن عجز یہ نہیں ہے کہ ایک طرف تو عجز کا دعویٰ کریں اور دوسری طرف ڈینگیں مارتے رہیں۔ جو خود کو مٹا دے وہ عجز کے مقام پر ہے۔ اس کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو خود کو اپنے وجود سے خالی کرنا پڑے گا۔ ہم نے بڑے بڑے کام کرنے ہیں۔ لیکن یہ کام تقویٰ اور حقیقی عاجزی سے ہوں گے۔ ہمیں ایک لمبا سفر درپیش ہے۔ اور یہ سفر خدا کے سہارے کے بغیر ممکن نہیں۔ مگر یہ سفر ضروری ہے اور ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ اللہ کے سہارے کے بغیر یہ سفر ممکن ہی نہیں۔ ورنہ انسان کا نفس تو اتنا سرکش ہوتا ہے کہ ہر خرابی کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے۔ اپنی ہر بدی کا دفاع پیش کرتا ہے۔ یہ شرک کی وہ دنیا ہے جس سے موحدین بھی پاک نہیں۔ جب تک ہم پوری صفائی تقویٰ اور صمیم قلب سے نفس کو نہیں پہچانیں گے توحید کا سفر ممکن ہی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت بانی سلسلہ کے ارشادات کے حوالے سے توحید کی عظمت کو واضح فرمایا۔ اور فرمایا کہ جب توحید کو حقارت سے دیکھا جائے اور اس کی بے عزتی کی جائے تو خدا ایسا وجود پیدا کر دیتا ہے جس کو توحید کی پیاس اس طرح لگا دی جاتی ہے کہ وہ مجسم توحید بن جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ جب خدا کی نظر میں آتے ہیں تو بے اختیار آپ کے دل میں اک آگ لگ جاتی ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا توحید کے سفر میں دنیا کے بہت سے بت گرانے پڑتے ہیں۔ ان بتوں کو توڑنے سے توحید کا سفر اختیار کرنا ہوگا۔ لیکن اس بات سے دل برداشتہ نہ ہوں کہ لمبا سفر ہے۔ یہ وہ سفر ہے جو ہر حال میں شروع کرنا ہے۔ یہ سفر تو گناہ کے انتہائی مقام سے بھی شروع کیا جا سکتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک تمثیل کے ذریعے واضح فرمایا کہ اخلاص سے قدم بڑھاتے ہوئے جس قدم پر

بھی توحید کے سفر میں جان دو گے اسی جگہ خدا کی گود میں آجاؤ گے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بنی نوع انسان کو حقیر نہ سمجھیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ہی خدا کے خاص بندے ہیں ۔ اور باقی حقیر ہیں ۔ یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لیں تب آپ مشرق و مغرب یا شمال و جنوب سے جس کو بھی بلائیں گے وہ چلا آئے گا ۔ اس میں یہ یاد رکھیں کہ پیار اور محبت سے بلانا ہے ۔ تکبر اور نخوت سے نہیں ۔ پیار و محبت سے تو پرندے اور جانور بھی رام ہو جاتے ہیں ۔ وہ رُوح پیدا کریں جو دلوں کو فتح کرے ۔ اپنے نفس کو بالکل جھکا دیں ۔ ماؤں سے پیار کرنے کا طریق سیکھیں جو ناراض بچے کو سینے سے چمٹا کر پیار کر کے آخر منا لیتی ہیں ۔ اس لئے رعونت اور تکبر سے نہیں بلکہ پیار اور محبت سے کام لیں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خدا کے فضل سے آپ اس سفر پر پہلے ہی روانہ ہو چکے ہیں ۔ ہر سال خدا کے فضلوں کی بارش ہوتا دیکھ رہے ہیں ۔ احمدی کا قدم صدق کی راہوں پر رواں دواں ہے ۔ گالیاں کھا کر دعا دینے کا طریق جاری ہے ۔ جب محبت کا یہ دل پیدا ہو گا تو مغرب و مشرق دیوانہ وار آپ کی طرف آئیں گے ۔ اور ہر تکبر ٹوٹ کر آپ کے قدموں میں بکھر جائے گا ۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے ۔ لیکن ابھی بہت سی کمزوریاں باقی ہیں ۔ جب ان کمزوریوں کے باوجود خدا تعالیٰ یہ فضل فرما رہا ہے تو جب آپ خدا کی خاطر یہ کمزوریاں دُور کر دیں گے تو دیکھیں گے کہ خدا کے فضل کس شان اور تیز رفتاری سے نازل ہوں گے ۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب پاکستان کے وقت کے مطابق آٹھ بج کر ۴۴ منٹ پر شروع ہوا ۔ اور نو بج کر ۵۳ منٹ پر ختم ہوا ۔ اور یوں آپ نے قریباً ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ خطاب فرمایا ۔

اللہ کی محبت سے اپنی تربیت کریں اسی میں نسلوں کی بقا ہے

جو بچے ان ماؤں کی گود میں پرورش پاتے ہیں جہاں سے وہ اللہ کی محبت کی باتیں سُنیں وہ کبھی بھٹک نہیں سکتے

دوسرے روز خواتین کے جلسہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

لندن: ۲۷ - جولائی ۱۹۹۶ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۱ - ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز صبح کے سیشن میں خواتین کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس اہم نکتے کی طرف متوجہ کیا کہ اللہ کی محبت سے اپنی تربیت کریں ۔ اللہ کی محبت کے نتیجے میں وہ محبت پیدا ہوتی ہے جو سب محبتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب مردوں کی جلسہ گاہ میں بھی سنایا گیا اور احمدیہ ٹیلی ویژن نے لائیو ٹیلی کاسٹ کیا ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا گزشتہ کینیڈا اور امریکہ کے دوروں کے موقع پر میں نے یہ مضمون بیان کیا کہ اللہ کی محبت سے اپنی تربیت کریں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا احمدی بچیوں سے مجھے ہمیشہ نیک توقعات ہوتی ہیں ۔ وہ بد ہوتی ہیں تو عارضی طور پر ۔ ان کے دل میں نیک خیالات اور جذبات ہوتے ہیں ۔ اگر عام دنیا میں وہ بے احتیاطی بھی کرتی ہیں تو بیت الذکر میں آتے ہوئے یا دینی اجتماعات کے موقع پر خود کو چادر میں لپیٹ کر لاتی ہیں ۔ یہ منافقت نہیں ہے کوئی دکھاوا نہیں ہے ۔ بلکہ اس حیا کا اظہار ہے جو ان کو چادر میں لپٹ جانے پر مجبور کرتا ہے ۔ اللہ کے فضل سے احمدی بچیاں بے حد تربیت یافتہ ہیں اور تربیت سے باہر نہیں جاتیں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ایسی صورت ہو کہ دوسروں سے ملنا جلنا پڑے اور وہاں تربیت کی کوئی نگاہ نہ ہو تو بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں ۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ مسئلہ کس طرح حل کیا جائے ۔ کہ آج جو نظم پڑھی گئی ہے اس کے ایک مصرعے نے یہ مسئلہ حل کر دیا ۔ حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا ہے "سُبحان مَن یَّرانی" پاک ہے میرا رب جو مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے ۔ یہ ایک واضح اور روشن اصول قائم ہو گیا ہے کہ اللہ کی نظر کو ہمیشہ اپنے اوپر نگران محسوس کریں ۔ اللہ کی محبت کی نظر ہر وقت آپ کو دیکھ رہی ہے ۔ اس بات کو یاد رکھیں تو آپ بے احتیاطی سے بچ سکیں گی ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتوں کے لئے محبت سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں ۔ اس لئے میں نے سوچا کہ عورتوں کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کروں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردوں کو بھی نصیحت کی کہ جو اللہ کی محبت سے تربیت یافتہ ہو اس کا اپنی بیوی سے سلوک عام دنیا کے سلوک سے بالکل مختلف ہو جاتا ہے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر عورتیں محبت کے تعلق میں یہ بات دلوں میں جاگزیں کر لیں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے ۔ جو ہر برائی سے پاک ہے ۔ اس کے دیکھتے ہوئے میں کیسے برائی کر سکتی ہوں ۔ آپ کی

تربیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ بہترین مربّی ہے ۔ جو ہر وقت آپ کو دیکھتا ہے ۔ اللہ کی محبت کے بغیر نہ آپ سچّی ماں بن سکتی ہیں نہ سچّی بیٹی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا حضرت بانی سلسلہ کے کلام سے ذاتی محبت پیدا کریں ۔ اشعار سے اور بھی آسانی ہوتی ہے ۔ شعر میں رومان اور نغمگی ہوتی ہے ۔ اس کے ساتھ محبت کا مضمون رابطہ پا جاتا ہے ۔ لیکن اگر اس کی جگہ پاپ میوزک سے محبت ہو جائے ۔ گانے کے بغیر نیند ہی نہ آئے ۔ تو خدا کی محبت کے لئے کون سی جگہ باقی رہ جائے گی ۔ جب تک آپ خدا کے نور کے لئے دل کو پاک نہیں کریں گی ۔ اس وقت تک خدا کا نور دل میں سما نہیں سکتا ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوال یہ ہے کہ کہاں سے یہ کام شروع کیا جائے ۔ اس کے لئے سب سے اوّل وقت بچپن کا ہے ۔ جب بچہ گود میں ہو اور گھر میں ہر وقت ہندوستان اور پاکستان کے گانے بج رہے ہوں تو یہ نقوش بچپن ہی میں دلوں میں جم جائیں گے پھر یہ پیچھا نہیں چھوڑیں گے ۔ اسی لئے بچے کی پیدائش کے وقت اس کے کان میں اعلانِ توحید دیا جاتا ہے ۔ بچہ سمجھے یا نہ سمجھے اس کے ذہن کی خالی تختی پر جو نقش ایک دفعہ جم جائے وہ کبھی نہ جائے گا ۔ اسی لئے ماہرین کہتے ہیں کہ بچپن میں اگر بچے کو سکھایا جائے تو وہ چھ زبانیں سیکھ جاتا ہے ۔ اور اگر گیارہ سال تک نہ سیکھے تو پھر کبھی بھی نہ سیکھ سکے گا ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بچے ان ماؤں کی گود میں پرورش پاتے ہیں جہاں وہ اللہ کی محبت کی باتیں سنتے ہیں وہ کبھی بھٹک نہیں سکتے چاہے بوڑھے کیوں نہ ہو جائیں ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیوں یہ بات نہیں سمجھتے کیوں بچوں کے دلوں میں وہ بات نقش نہیں کر دیتے ۔ ان کو محبت الٰہی بتائیں ۔ سکھائیں ۔ اگر ایسا طریق اختیار کریں گے تو دنیا کے کسی معاشرے میں وہ چلے جائیں وہ خراب نہ ہوں گے اگر نور ہے تو وہ لازماً غالب آئے گا ۔ سب سے بڑا حفاظت کا نکتہ یہ ہے ۔ پس بچپن سے ہی اپنی لوریوں کو خدا کی محبت میں ڈبو ڈبو کر بیان کریں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ کی منتظمات کو فرمایا کہ آپ کا یہ فرض ہے کہ ماؤں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ توحید کی پیروکار مائیں بن جائیں ۔ اگر وہ خود دین حق کی پیروکار نہ ہوئیں تو ان کے بچے کیسے دین حق کے پیروکار ہوں گے ۔ ہمیں یہ دو ٹوک فیصلہ کرنا ہے کہ اللہ کا ہونا ہے یا نہیں ۔ اس سے بڑا کوئی سودا نہیں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کی محبت سب سے بالا ہے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسروں کی محبت دل سے نکال دو ۔ بچوں کی محبت جس طرح دوسری محبتوں سے بالا ہوتی ہے اسی

طرح بچوں کی محبت پر اللہ کے پیار کی مہر لگا دو۔ انہیں خدا کی محبت کے تابع کر دو۔ دنیا کی محبت تو بے سکونی کے سوا کچھ نہیں دیتی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے ایک بے حد بدصورت صحابی کا واقعہ بیان فرمایا جس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر اپنے سینے سے لگا لیا۔ یہ خدا کی محبت کا ایک نظارہ تھا۔ جو خدا کے ہو گئے وہ پہلے سے بڑھ کر خاوند باپ اور بھائی بن جاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جنگ اُحد کا وہ واقعہ بیان فرمایا جب ایک عورت کو اس کے خاوند کی وفات کی خبر دی گئی، پھر بھائی کی، اور پھر بیٹے کی شہادت کی خبر دی گئی مگر ہر بار وہ یہی کہتی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ جب اس نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھی کہ جب آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی موت کی پرواہ نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کی محبت زندگی کے ہر مرحلے کو آسان کر دیتی ہے۔ خدا کی محبت ہے جو گود میں اٹھاتی ہے اور تا دمِ آخر گود میں بٹھائے رکھتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات بیان فرمائیں جس میں وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت بھی میرے دل میں پیدا کر دے جس سے تیری محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور اے میرے رب اپنی محبت کو میرے نفس کی محبت سے بڑھا دے۔ اور اپنے اہل کی محبت سے بھی بڑھا دے۔ اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ مجھے اپنی محبت عطا کر۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کی محبت میں نسلوں کی بقا کا راز ہے۔ اگر اسے آپ نہ سمجھے اور اس کے حصار میں نہ آگئے تو آپ اور آپ کی نسلیں خدا کی محبت میں نہ آسکیں گی۔ اس کے بغیر آپ تربیت کا حق ادا نہیں کر سکیں گی۔

جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی افضال اور انعامات کا حسین تذکرہ

ایک سال میں ۱۶ لاکھ افراد احمدیت میں داخل ہوئے

۱۵۲ ممالک میں احمدیت کا قیام، ۲۲۰۱ نئی جماعتوں کا قیام، ۱۱۷ نئی بیوت الذکر

کی تعمیر اور ۱۰۵۰ بنی بنائی بیوت مل گئیں، البانیہ میں احمدیت کی شاندار ترقی، مراکز دعوت الی اللہ ۵۶۰، مرکزی مربیان ۸۹۱، فرانسیسی بولنے والے علاقوں میں ۷ لاکھ سے زائد بیعتیں، سینیگال میں ۲۸۔ اراکین پارلیمنٹ احمدی ہیں، سیرالیون میں ۲ لاکھ ۶۰ ہزار اور غانا میں ۲ لاکھ ۲۶ ہزار بیعتیں، یوسف علدوسی صاحب کا تذکرہ

دوسرے روز حضور انور کے رُوح پرور خطاب کا خلاصہ

لندن: ۲۷۔ جولائی ۱۹۹۶ء۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا۔ کہ اس سال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا بھر میں ۱۶۔ لاکھ افراد بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب نے یہ انکشاف اسلام آباد ٹلفورڈ، برطانیہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۱ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسرے روز کے رُوح پرور اور وجد آفریں خطاب کے دوران فرمایا۔ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب پاکستانی وقت کے مطابق رات قریباً نو بجنے میں دس منٹ پر شروع ہوا۔ اور بارہ بج کر پچیس منٹ تک جاری رہا۔ اس طرح سے یہ خطاب ساڑھے تین گھنٹے سے زائد عرصے تک جاری رہا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں جو وقتاً فوقتاً روحوں کو گرما دینے والے دینی نعروں سے گونجتا رہا۔ ایک سال کے دوران جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے افضال و انعامات کا ذکر فرمایا۔

نئے ممالک میں جماعت احمدیہ:۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج خدا تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۵۲ ممالک میں قائم ہے رواں سال میں جن چار نئے ممالک میں احمدیت قائم ہوئی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ایل سلواڈور، کرغیزستان، سلووینیا اور بوسنیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگرچہ بوسنیا سے باہر جو بوسنین مقیم تھے ان میں سے تو ہزاروں کی تعداد میں احمدی ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک جنگ جاری ہے ہم ستم رسیدہ لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ چنانچہ جب تک بوسنیا کے لوگ خود آزادی کے ساتھ اپنے ملک پر حکومت کرنے کے قابل نہ ہوگئے۔ ہم نے خدمتِ خلق کے نام پر کسی بوسنین کو بوسنیا

ہیں احمدی نہیں کیا۔ اب پچھلے سال جرمنی کی جماعت نے اجازت لے کر ایک وفد ترتیب دیا اور بوسنیا جاکر دعوت الی اللہ کی۔ چنانچہ اس سال بوسنیا کی سرزمین پر جماعت احمدیہ قائم ہوگئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں پر اب جماعت احمدیہ کی مخالفت بھی شروع ہوگئی ہے۔ مقامی پولیس کے ذریعے بھی مظالم کئے گئے۔ لیکن نو احمدی بوسنین خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ثابت قدم رہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا امریکہ کے ذریعے TRU طرد نامی ملک میں جماعت قائم ہوئی ہے۔

نئی جماعتوں کا قیام:۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سال ۲۲۰۱ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ جبکہ ان میں سے ۱۸۴۲ جگہوں پر جماعتی نظام اور تنظیمیں مستحکم طور پر قائم ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپریل ۱۹۸۴ء سے اب تک (دور نقل مکانی میں) پاکستان کے علاوہ ۷ ہزار ۴ سو ۵۹ نئی جماعتوں کا اضافہ ہوا ہے۔

نئی جماعتوں کے قیام کے بارے میں ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک جگہ پر ایک مربی سلسلہ کی کار خراب ہوگئی تو ان کو مجبوراً رات ایک گاؤں میں گزارنا پڑی۔ وہاں اڑھائی گھنٹے دعوت الی اللہ کا موقع ملا اور سارا گاؤں بمعہ بنی بنائی بیت الذکر کے احمدی ہوگیا۔

سیرالیون میں کسی دشمن کی مخبری پر فوج احمدی مربیان کو پکڑ کر لے گئی کہ ان پر باغی ہونے کا شبہ تھا۔ وہاں انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا تو فوجی کمانڈر اپنے ۳۲ ساتھیوں سمیت احمدی ہوگیا۔

گنی بساؤ میں ایک کمشنر نے اعلان کیا کہ وہ اپنے علاقے میں کسی کو احمدی نہیں ہونے دے گا۔ اس کی تبدیلی ہوگئی۔ نئی جگہ جاکر گورنر نے اس کو احمدیت کی مخالفت پر شدید ڈانٹا........

..........۔ اس ملک سے ہی اس دفعہ ایک مرکزی وزیر اور ان کے نائب آج کے جلسہ سالانہ میں موجود ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ گنی بساؤ کے ایک رکن پارلیمنٹ نے جو احمدیت کے بارے میں صحیح معلومات نہ رکھتے تھے کسی کے کہنے میں آکر پارلیمنٹ میں مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو ملک سے نکال دیا جائے۔ اس پر ایک رکن نے جواباً اس قرارداد کی سخت مخالفت کی اور ساری پارلیمنٹ نے یہ قرارداد مسترد کردی۔ باہر آکر اس مخالف رکن نے احمدیت کے بارے میں پوچھا اور صحیح معلومات ملنے پر خود بھی احمدی ہوگئے۔

نئی بیوت الذکر :۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پاکستان میں ہماری بیوت کو تباہ و برباد کیا جاتا ہے ۔ اس کے بدلے اللہ ہمیں دنیا بھر میں نئی بیوت عطا فرما رہا ہے ۔ اس سال ۱۱۷ نئی بیوت الذکر کی تعمیر ہوئی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نو مبایعین کے ذریعے ۱۰۵۰ بیوت مزید عطا فرمائیں ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا جب سے میں پاکستان سے آیا ہوں اس وقت سے ۱۳۰۴ نئی بیوت بنی ہیں اور ۳۴۲۷ بنی بنائی بیوت ملی ہیں ۔

نئے مشن ہاؤسز :۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کے نئے مراکز کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب افریقہ میں ۲۳۱ مشن ہاؤسز قائم ہیں ۔ جب میں پاکستان سے آیا تھا اس وقت ان کی تعداد صرف ۱۰۳ تھی ۔ یورپ میں نئے مراکز کے ذکر پر فرمایا ۔ البانیہ میں دو جگہ زمین حاصل کر لی گئی ہے بوسنیا میں دو جگہ مرکز بنانے کی جگہ مل چکی ہے ۔

البانیہ میں احمدیت کا قیام :۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پہلے ۱۹۲۲ء میں البانیہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا اور کامیابی ہوئی ۔ اس کے بعد وہاں پر جب کمیونزم کا دَور آیا تو رابطے کٹ گئے ۔ اب دوبارہ کوشش ہوئی تو ان پرانے احمدیوں کو بھی ڈھونڈ نکالا گیا ۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محمد دین صاحب کے وقت کی ایک پُرانی تصویر دکھائی جس میں چند احمدیوں کے ساتھ ایک نوعمر لڑکا بھی ہے ۔ ان میں جو بڑی عمر کے احمدی تھے وہ اب بھی بقید حیات ہیں ۔ ان کی عمر ۹۵ سال ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مائیک پر بلایا ۔ ان کا نام عثمان کلایا ہے ۔ وہ کمزوری کے باعث سہارے سے تشریف لائے اور بڑے جوش و خروش سے مختصر تقریر کی ۔ ان کے بعد تصویر میں موجود جو نوعمر لڑکے تھے وہ تشریف لائے ۔ ان کا نام ڈاکٹر بہرام پریزا ہے ۔ ان کے بعد ایک امام بیت الذکر نے بھی تقریر کی جو بوڑھے بزرگ ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ہم جماعت احمدیہ کے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے دین حق کے پیر دکاروں کو ایک بار پھر اکٹھا کر دیا ہے ۔ تاہم انہوں نے بار بار کہا کہ اگر چہ یہ پیغام ہمیں پہلے مل جاتا تو بہت اچھا ہوتا ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر وفد کے دیگر اراکین کا بھی تعارف کروایا گیا ۔ ایک صاحب کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ جس شہر میں رہتے ہیں اس کی آبادی ۷۰ ہزار ہے جس میں سے ۳۰ ہزار احمدی ہو چکے ہیں ۔

دیگر مراکز دعوت الی اللہ :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا امریکہ میں ان مراکز کی تعداد ۲۹ ہو گئی ہے۔ کینیڈا میں بڑے وسیع مراکز عطا ہوئے ہیں۔ جمیکا میں دعوت الی اللہ کا مرکز عطا ہوا ہے۔ ایشیائی ممالک میں ان کی تعداد ۲۰۸ ہو چکی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دعوت الی اللہ کے مراکز کی کُل تعداد ۵۶۰ ہو چکی ہے۔ جبکہ ۱۹۸۴ء میں جب میں پاکستان سے آیا تھا اس وقت یہ تعداد صرف ۲۸۷ تھی۔

مرکزی مربیان :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرکزی مربیان کی تعداد اس وقت ۸۹۱ ہے جبکہ بارہ سال پہلے یہ تعداد صرف ۳۶۶ تھی۔

نئے احمدیوں کی تعداد :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا گذشتہ سال جب ۸ لاکھ نئے ہونے والے احمدیوں کا اعلان کیا گیا تو مخالفوں نے اسے ہمارا جھوٹ قرار دیا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں ۱۶ لاکھ نئے احمدیوں کا سچ عطا فرما دیا ہے۔

اس پر جلسہ گاہ میں موجود احمدی احباب نے جوش مسرت سے زبردست نعرے بلند کئے۔ جلسہ گاہ کا ماحول کئی منٹ تک والہانہ دینی نعروں سے گونجتا رہا۔ آخر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اشارے سے احباب کو روکا اور فرمایا۔ جب مجھے اس سال ۱۶ لاکھ ۶ ہزار احمدیوں کی خبر ملی تو میرا دل چاہا کہ کوئی مخالف اُٹھ کر کہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ تاکہ اگلے سال اللہ تعالیٰ ۳۲ لاکھ عطا کر دے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا افریقہ میں اس سال ۱۰ لاکھ احمدی ہوئے۔ اس پر افریقن نمائندگان نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ افریقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں افراد احمدی ہو رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تو ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے تعجب انگیز خبریں لے کر آئے گا۔

فرانسیسی بولنے والے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

خدا تعالیٰ جو خبریں عطا کرتا ہے ان کو پورا کرنے کی شواہد بھی خود مہیا فرما دیتا ہے ۔ ۳ سال قبل فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں احمدیت پھیلنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک رویاء کے ذریعے خبر دی تھی ۔ اس رویاء سے پہلے چار سالوں میں ان علاقوں میں صرف ۵۳ ہزار ۴۷۳ افراد احمدی ہوئے تھے ۔ اس رویاء کے اگلے سال یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ ۶۲ ہزار ۲۲۷ ہو گئی ۔ اور پھر اس سے اگلے سال یہ تعداد مزید بڑھ کر ۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۳ ہو گئی ۔ اور اب اس سال اس تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے ۔ اور اس سال فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں احمدی ہونے والوں کی تعداد ۷ لاکھ ۳۵ ہزار ۳۸ ہے ۔

گویا کہ اس رویاء کے بعد سے اب تک ۱۳ لاکھ ۴ ہزار ۱۹۸ بیعتیں فرانسیسی زبان بولنے والے علاقوں (جن کو فرینکوفون کہا جاتا ہے) میں ہو چکی ہیں ۔

سینیگال میں احمدیت کی شاندار ترقی :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ڈاکار سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے ۔ کسی وقت اس ملک کا نام مالی تھا ۔ مالی اور سینیگال کی متحدہ حکومت بے حد امیر تھی ۔ پھر مالی الگ ہو گیا ۔ تو اس کی کچھ اہمیت نہ رہی ....

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک رات (۱۹۹۲ء میں) ساری رات مسلسل میرے منہ پہ ڈاکار، ڈاکار کا لفظ جاری ہوا ۔ یہ ایک حیرت انگیز بات تھی ۔ صبح اٹھ کر پتہ کروایا تو پتہ چلا کہ ڈاکار سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے ۔ چنانچہ ڈاکار کی طرف توجہ دی گئی ۔ اس وقت وہاں پہ احمدیوں کی تعداد صرف ۵ ہزار ۲۳۰ تھی ۔ اس کے بعد تین سالوں میں سینیگال میں ۳ لاکھ ۱۱ ہزار احمدیوں کا اضافہ ہوا ۔ اس وقت اس جلسہ میں ۵ احمدی ارکان پارلیمنٹ بھی موجود ہیں جن میں ایک ڈپٹی سپیکر ہیں ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈپٹی سپیکر صاحب کو بلایا جنہوں نے آکر فرانسیسی زبان میں تقریر کی اور کہا کہ گذشتہ سال سینیگال سے صرف ۴ ممبران پارلیمنٹ احمدی تھے ۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۸ ممبران پارلیمنٹ احمدی ہیں ۔ جن کے پاس اعلیٰ عہدے بھی ہیں ۔ ان میں سے (ڈپٹی سپیکر کے علاوہ) تین احمدی اسمبلی میں سیکرٹریز ہیں ۔ ۸ ممبران پارلیمنٹ کے اسمبلی ہاؤس میں دفاتر ہیں ۔

ڈپٹی سپیکر صاحب نے فرمایا کہ ہماری خواہش ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس تشریف لائیں اور سارا سینیگال احمدی ہو جائے ۔

سیرالیون اور غانا میں احمدیت کی کامیابیاں:۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیرالیون کے امیر اور مشنری انچارج صاحب کو بلایا جنہوں نے بتایا کہ اس سال سیرالیون کی بیعتوں کی تعداد ۲ لاکھ ۶۰ ہزار رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غانا ایک بہت ہی پیارا ملک ہے۔ یہاں پر اس سال ہونے والی بیعتوں کی تعداد دو لاکھ ۲۶ ہزار ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غانا کے تین پیراماؤنٹ چیفس کو مائیک پر بلایا۔ جنہوں نے مختصر تقاریر کیں۔ ایک چیف نے بتایا کہ میں ۷ دیہات کا مالک ہوں۔ جن میں ۵۰ احمدی ہو چکے ہیں۔ یہ خود ۱۹۹۳ء میں احمدی ہوئے۔ ایک اور پیراماؤنٹ چیف بیولانا صاحب ۱۸۰ دیہات کے مالک ہیں جن میں سے قریباً نصف احمدی ہو چکے ہیں۔ یہ ۱۹۴۶ء میں اس وقت احمدی ہوئے جب یہ سکول میں طالب علم تھے۔ تیسرے ڈویژنل چیف ہیں جو ۱۹۹۵ء میں احمدی ہوئے۔

یوسف احمد عدوسی صاحب کا تذکرہ:۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غانا کے ایک مخلص احمدی مکرم یوسف احمد عدوسی صاحب کا ذکر فرمایا۔ یہ بطور معلم جماعتی خدمت کرتے تھے۔ لیکن ان کی ٹانگ کی ہڈی میں ایسی تکلیف ہوئی کہ کام جاری نہ رکھ سکے۔ ان کی حالت کافی خطرناک ہوئی۔ علاج کے لئے ان کو لندن لایا گیا۔ پھر امریکہ بھجوایا گیا۔ مکرم احمدی ڈاکٹر مکرم حمید الرحمٰن صاحب نے بھی مایوسی کا اظہار فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے بھی دوا دی۔ ان کے لئے خاص دعا بھی کی۔ اللہ نے معجزانہ فضل فرمایا۔ ان کو کامل شفا ہو گئی۔ اب یہ سارے غانا میں دعوت الی اللہ کے لئے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کو اللہ نے ایک ایسی جڑی بوٹی کا علم دیا جس سے ان کی مالی حالت کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ کہاں ایک معلم کی معمولی تنخواہ پہ گزارا اور کہاں یہ کہ آج غانا میں دعوت الی اللہ کی بڑی بڑی مہمات کا خرچہ خود اٹھاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں کسی کو بتاؤں گا نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کی۔ غانا کے پیراماؤنٹ چیفس کی تقاریر کے دوران غانا نژاد احمدی مربی مکرم جبرئیل سعید صاحب ساتھ ساتھ ان کی تقاریر کی وضاحت کرتے رہے۔

لندن: ۲۷ جولائی ۱۹۹۶ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ پر دوران سال ہونے والے اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کا ذکر جاری رکھتے ہوئے بہت سی ایسی خوابوں

اور بشارات کا ذکر فرمایا جن کے ذریعے مختلف ممالک میں احمدیت پھیلی ۔ آپ نے سینیگال کے ایک شخص کی خواب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ افریقہ کے سادہ لوح لوگوں کو احمدی بنایا جا رہا ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا افریقہ کے لوگ ایسے سادہ نہیں ہیں ۔ وہ سب جانتے ہیں اور بڑی قربانیاں کر کے احمدی ہو رہے ہیں ۔

ہندوستان میں احمدیت کی تاریخی کامیابی :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلی عالمی بیعت میں ہندوستان میں صرف دو ہزار ۱۵۶ افراد احمدی ہوئے ۔ دوسری عالمی بیعت میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۴ ہزار ۱۹۸ ہوگئی ۔ تیسری عالمی بیعت میں ۴۵ ہزار احمدی ہوئے اور آج ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ یہ تعداد ایک لاکھ سے بڑھ گئی ہے ۔ امسال ہندوستان میں ایک لاکھ چھ ہزار ۶۴۵ ۔ افراد احمدی ہوئے ہیں ۔

یورپ کے ممالک میں احمدیت کا فروغ :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یورپ میں ۱۹۹۳ء میں یورپین افراد کی بیعتوں کی تعداد ایک ہزار سے کچھ کم تھی ۔ ۱۹۹۴ء میں تعداد ۲۶ ہزار ہوگئی ۔ ۱۹۹۵ء میں ۴۸ ہزار افراد احمدی ہوئے ۔ اور ۱۹۹۶ء میں یعنی امسال یہ تعداد ۵۶ ہزار ہوگئی ہے ۔ یعنی گذشتہ دو سالوں میں ایک لاکھ ۴۱ ہزار یورپین احمدی ہوئے ہیں ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جرمنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا امیر صاحب جرمنی نے وعدہ کیا ہے کہ ۱۹۹۹ء تک وہ ایک لاکھ احمدی بنائیں گے ۔

اس موقعہ پر امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر نے کھڑے ہو کر بتایا کہ ہم اللہ نے چاہا تو یہ تعداد پوری کریں گے ۔ اور ہم نے ایک لاکھ احمدیوں کے لئے جلسہ گاہ بھی ڈھونڈ لی ہے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کی مہم میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کا بھی ذکر فرمایا ۔ اور اس ضمن میں کئی واقعات بیان فرمائے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج عیسائی اور مشرک علاقوں میں بھی احمدیت کا پیغام پھیل رہا ہے ۔ غانا میں مشرکوں کا احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غانا ۔ ترکی ۔ آئیوری کوسٹ ۔ ہندوستان اور لائبیریا کے کئی واقعات بیان فرمائے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لائبیریا کی سرحد پر جو مشرکین آباد ہیں ۔ ان میں پہلے سال ۷۰ ہزار افراد احمدی

ہو گئے تھے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن :-

احمدیہ ٹیلی ویژن کے اثر سے بیعتوں کے ضمن میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ دنیا کے کونے کونے سے صرف احمدیہ ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھ کر بھی لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ کینیڈا اور امریکہ کے دورے کے دوران مجھے کئی لوگ ایسے ملے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دنیا میں جو عالمی روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے اس میں احمدیہ ٹی وی کا بڑا حصہ ہے۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم سید نصیر شاہ صاحب اور مکرم رفیق حیات صاحب کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بہت ہی مخلص اور بے ریا کارکن ہیں۔ محض اللہ کا فضل نازل ہوا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی کمپنی ہے اس سے ہمارا رابطہ تھا۔ لیکن جولائی تک ممکن نظر نہ آتا تھا کہ پروگرام شروع ہو سکیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے لئے بار بار دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ناممکن کو ممکن بنا کر رکھ دیا۔ اس پر جب اس کمپنی کا شکریہ ادا کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا نہیں بلکہ اپنے اللہ کا شکر ادا کریں۔ ہمارا بورڈ منظور ہی نہ کر رہا تھا۔ آخر اس نے اجازت دے دی۔

تمام بنی نوع سے پیار کریں :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمام بنی نوع انسان سے پیار کریں، اور راضی نہ ہوں جب تک وہ خدا تعالیٰ سے محبت نہ کرنے لگیں۔ محبت خود دلوں کو صیقل کر دیتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واپس جا کر سب سے پہلے ان کی تربیت کریں۔ خدا کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دیں۔ اگر آپ ایک ان پڑھ دل میں بھی خدا کی محبت ڈال دیں گے تو جس سے محبت ہو اس کے لئے انسان سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ محبت الٰہی ان کو زندہ رکھے گی۔ ان کو سمیٹ لے گی۔ محبت کے قلعوں میں ان کو قلعہ بند کر دیں۔ اور پھر ان سے یہ عہد لیں کہ انہوں نے اس نور کو آگے دنیا میں پھیلانا ہے۔

نومبائعین کی تربیت کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعائیں کر کے ان کی کلاسیں بنائیں۔ اپنے مرکز میں لا کر مہینہ بھر تربیت کریں تاکہ یہ واپس جا کر استاد بن سکیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مکرم مشرق علی صاحب جن کو ہندوستان میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ان کو میں نے یہی بات سمجھائی تھی کہ ان کو بلا کر تربیت کر دو۔ انہوں نے ان لوگوں کو مہینہ دو مہینہ اپنے پاس رکھا اور تربیت کر کے واپس بھیج دیا۔ اس کے علاوہ غانا، آئیوری کوسٹ میں یہی نسخہ چلا ہے۔

آئندہ سال ۳۲ لاکھ :- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ ایسا کریں گے تو لازماً جماعت دُگنی ہوگی ۔ یہ جو سولہ لاکھ ہوئے ہیں یہ اگر داعی الی اللہ بن جائیں تو ۳۲ لاکھ تو جیسے پنجابی ہیں کہتے ہیں " وٹ تے پئے ہوئے نے " وہ سفر جو کوسوں میل دُور دکھائی دیتا ہے دس گنا تیزی سے آپ کی طرف بڑھے گا ۔ آپ ہمتیں بڑھائیں بڑھ کر مانگیں ۔ خدا تعالیٰ سے مانگتے ہوئے کم ہمتی نہ دکھائیں ۔ جو کائنات میں ہے سب کچھ اللہ کا ہے ۔ ہمارے مانگنے سے اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئے گی ۔ یہ دیکھیں مانگ کس سے رہے ہیں ۔ اپنی حیثیت کو دیکھ کر نہ مانگیں بلکہ دینے والے کی حیثیت دیکھ کر مانگیں ۔

افریقہ میں احمدی ہسپتال :- افریقہ میں احمدی ہسپتالوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت دس ممالک میں ۳۱ احمدیہ ہسپتال کام کر رہے ہیں ۔ ان کے لئے ۲۴ ڈاکٹر پاکستان سے گئے ہیں ۔

پریس اینڈ پبلیکیشنز سیکشن کے بارے میں فرمایا یہ بہت مستعد ہے اس کے تحت امریکہ اور بڑے ممالک کو عدل کی طرف لانے کے لئے سینکڑوں خطوط لکھے گئے ۔ مسلمان سلطنتوں کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر اہم لوگوں کو خدمت خلق کی طرف توجہ دلائی گئی ۔ جس کے غیر معمولی نتائج برآمد ہوئے ۔

قرآن مجید کے تراجم کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس وقت ۵۱ زبانوں میں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ شائع ہو چکا ہے ۔ یہ پہلی منزل ہے ۔ دوسری منزل ۱۰۰ زبانوں میں تراجم شائع کرنا ہے ۔

اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارے میں فرمایا اس کے اب تک ۲۹ زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے تھے اس سال ۳۴ زبانوں میں اس کتاب کے تراجم مکمل ہو چکے ہیں ۔ نو زبانوں میں ترجمہ زیر تکمیل ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہماری خواہش ہے کہ یہ سال مکمل ہونے سے پہلے ۷۰ زبانوں میں تراجم شائع ہو جائیں ۔

ترجمہ قرآن مجید کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناروے کا خاص طور پر ذکر فرمایا ۔ جہاں پہلے ایک نو مبائع نے کام شروع کیا ۔ مگر پیچھے ہٹ گئے ۔ تب ناروے کے احمدی بچوں اور بچیوں کے سپرد یہ کام تقسیم کیا گیا ۔ جنہوں نے نہایت تیز رفتاری سے نہایت ہی عمدہ ترجمہ کر کے دکھایا ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مظفر احمد صاحب کا ذکر فرمایا جن کے والد بڑا عرصہ اسیر راہ مولا

رہے۔ ان کے سپرد پریس کا کام ہے۔ انہوں نے تمام عالمی پریس کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کر دیا ہے۔

البانین زبان کے بارے میں فرمایا اس میں ۶۳ ہزار کی تعداد میں لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔

نئی کُتب :۔

نئی کُتب کے ذکر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عدل کے موضوع پر میرے خطبات کا ترجمہ ABSOLUTE JUSTICE KINDNESS AND KINSHIP کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اگلے سال اس کا دوسرا حصہ شائع ہوگا۔ اس کے علاوہ مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے "اے بین آف گاڈ" کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمہ کے معیار اور خوبصورتی کی تعریف فرمائی۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے بارے میں محترمہ فرحت ذاکر صاحبہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لیکچروں کو تحریر کی صورت میں محفوظ کر دیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہوں نے بڑی ذہانت سے کام کیا ہے۔ اس کا نام ہے۔ ہومیو پیتھی علاج بالمثل۔ جلد اوّل۔ یہ ۱۰۰ ادویہ کے ذکر پر مشتمل ہے۔ ۶۴۴ صفحات کی اس کتاب کی قیمت ۵ پاؤنڈ ہے۔

ایک اور سنگِ میل :۔

مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۱۹۸۴ء میں عالمی جماعت احمدیہ کی مالی قربانیاں ۱۲ کروڑ ۴۳ لاکھ ۵۲ ہزار روپے تھیں۔ اس پر میں نے جماعت کے سامنے یہ خواہش ظاہر کی کہ خدا کرے کہ ہم ۵۰ کروڑ کی حد تک پہنچ جائیں۔ خدا نے چند سال بعد یہ حد بھی عبور کرادی۔ اور اس سال سے جماعت احمدیہ نے ترقی اور کامرانی کا ایک نیا سنگ میل عبور کیا ہے۔ اس سال جماعت احمدیہ عالمگیر کی مالی قربانیاں اربوں کے دور میں داخل ہو گئی ہیں۔ امسال یہ رقم ایک ارب ۶ کروڑ ۹۳ لاکھ روپے ہو گئی ہے اور اس سال تو صرف امریکہ یعنی صرف ایک جماعت کا بجٹ ۲۴ کروڑ روپے ہے۔

مالی قربانیوں میں جرمنی اوّل :۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سال بھی جرمنی نے مالی قربانیوں میں اوّل مقام حاصل کرنے کی سعادت برقرار رکھی ہے۔ اس پر میں امیر جماعت جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس موقعہ پر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ پاکستان زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو بے حد سراہا اور فرمایا یہ جذبہ زندہ رہا تو سارے عالم کو آپ زندہ کر دیں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جرمنی کی مالی قربانی ۲۴ کروڑ ۵ لاکھ ۲۷ ہزار رہی ہے۔ پاکستان اس کے قریب تر آیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اشاعت لٹریچر کے ضمن میں فرمایا۔ کائنات کی سرحدیں مسلسل پھیل رہی ہیں۔ اے احمدیو!

اس کائنات کی روحانی سرحدوں کو بھی پھیلاتے چلے جاؤ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ فرضی اور خیالی بات نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ احمدیت کو نئی نئی وسعتیں عطا کی جاتی ہیں اور بعید نہیں کہ وہ وقت جب آجائے کہ اس کائنات میں اور بھی زمینیں دریافت ہو جائیں اور جب خدا ان کو انسانی زمین سے ملانے کا فیصلہ کرے گا تو خدا کرے کہ ہم ہی وہ ہوں جن کے ذریعے دوسرے کرّوں میں بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچے۔

آپ عجز و انکساری کے ساتھ دنیا کو فتح کریں یہ خلقِ عظیم ہے

عالمی بیعت کے موقعہ پر ۱۶ لاکھ ۶ ہزار افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی

جلسہ سالانہ کے آخری روز حضور انور کا اختتامی خطاب اور پُرسوز دعا

لندن: ۲۸۔ جولائی ۱۹۹۶ء جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۱ واں جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب کے بعد اسلام آباد ٹلفورڈ میں پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگیا۔ ڈش انٹینا کی وساطت سے دنیا بھر کے ممالک میں موجود احمدیوں نے اس جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی لائیو دیکھی اور سُنی اور اجتماعی دعا میں شرکت کی۔ جماعت احمدیہ کا یہ پہلا جلسہ سالانہ ہے جس کی تمام تر کارروائی لائیو ٹیلی کاسٹ کی گئی۔

عالمی بیعت:۔ آخری روز کی کارروائی کا ایک اہم ترین حصہ عالمی بیعت تھی۔ جو بین الاقوامی مجلس سوال و جواب کے بعد ہوئی۔ اس رُوح پرور ایمان افروز اور تاریخی پروگرام کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ۱۶ لاکھ ۶ ہزار نئے احمدیوں نے بیعت کی۔ اور پہلے سے احمدی احباب و خواتین نے تجدید بیعت کی۔ اس بار بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عالمی بیعت کے موقع پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سبز رنگ کا کوٹ زیب تن فرمایا۔ اس عالمی بیعت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیعت کے الفاظ انگریزی میں ادا فرمائے اور مختلف زبانوں کے مترجمین کے ذریعے یہ الفاظ مختلف زبانوں میں متعلقہ احباب نے دہرائے۔ اس بار کی عالمی بیعت کی ایک خاص بات یہ تھی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیعت کے اختتام پر نعرے نہیں لگائے جائیں گے۔ بلکہ جو احباب جہاں بیٹھے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں۔

چنانچہ بیعت کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں تمام حاضرین جلسہ اور ڈش انٹینا کی وساطت سے دنیا بھر کے احمدی اپنے اپنے مقامات پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گئے۔ اور عالمی بیعت کا اختتام اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر کر پُرسوز اجتماعی دعا سے ہوا۔

اختتامی خطاب :-

تیسرے دن کا آخری پروگرام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب تھا۔ اس خطاب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال احمدیت میں شامل ہونے والے نئے ملک سلووینیہ کے ایک نمائندے کو خطاب کا موقعہ عطا فرمایا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ ان کے ملک میں احمدیت کا پیغام مکرم نذیر احمد صاحب کے ذریعے پہنچایا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا ملک ۲۰ لاکھ کی آبادی کا ملک ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ بہت جلد یہ سارا ملک احمدیت میں داخل ہو جائے۔

اس کے بعد غانا کے امیر جماعت مکرم عبدالوہاب صاحب بن آدم کا مبارکباد کا پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سُنایا۔ اور اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود دینی نعرے لگوائے اور فرمایا کہ ساری دنیا کے احمدی اس میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ دنیا بھر کے احمدیوں نے اپنے ممالک میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نعروں کا جواب پورے جوش و خروش سے دیا۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب پاکستان کے وقت کے مطابق رات نو بجے (لندن وقت شام ۵ بجے) شروع ہوا اور سوا بارہ بجے تک جاری رہا۔ اس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوا تین گھنٹے تک نہایت رواں دواں خطاب فرمایا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے احمدیوں کو فرمایا کہ خوب سمجھ لیں ہر وہ نصیحت کرنے والا جو خود کو کچھ سمجھتا ہے۔ اس کی نصیحت بے فائدہ اور اکارت جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عاجزی اور مسکینی اختیار کریں۔ تکبر نہ کریں۔ تکبر کرنے والا بلند چٹان سے گر کر پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نے بنی نوع انسان کی طرف سفر کرنا ہے۔ اس لئے جہاں نرمی کی ضرورت ہے وہاں نرمی اختیار کریں اور جہاں سختی کی ضرورت ہے صرف وہاں سختی کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ عجز و انکساری کے ساتھ دنیا کو فتح کریں۔ یہ خلق عظیم ہے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا لمبا سفر آپ کو درپیش ہے۔ اربوں لوگ ہیں جن کو ابھی احمدیت میں داخل کرنا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اخلاقِ حسنہ کے ہتھیاروں سے مسلح ہوا جائے۔ توحید کو سمجھیں۔ توحید کو سمجھنے کے بعد کوئی جہالت راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ دعوت الی اللہ کا سفر تقویٰ سے طے ہوگا۔ تقویٰ النفس کی سچائی ہے۔

باقی صـ ۴۱ پر

ایمان افروز اور رُوح پرور ـــ متفرق روایات

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... کی محبت الٰہی اور عبادات ۔ اکرامِ ضیف

مرتّبہ : عزیز الرحمٰن صاحب خالد مربی سلسلہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ...... کی پاکیزہ زندگی کا لمحہ لمحہ محبت الٰہی سے معمور ہے ۔ یہاں چند متفرق ایمان افروز روایات ہدیہ قارئین کی جا رہی ہیں ۔ جن سے آپ کی عبادات اور اکرام ضیف میں درحقیقت محبتِ الٰہی کا رنگ نظر آتا ہے ۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ..... کی شفقت اور عبادت الٰہی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی.... بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس...... کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب .... کی روایت ہے ۔

"اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مَیں پہلی رات حضرت صاحب کے پاؤں دبانے کیلئے آپ کی چارپائی پر بیٹھ جاتا تھا مگر پاؤں دباتے دباتے خود بھی اسی چارپائی پر سو جاتا تھا ۔ حضرت صاحب مجھے کبھی نہ جھڑکتے نہ خفا ہوتے اور نہ جگاتے بلکہ تمام رات مَیں وہاں سویا رہتا ۔ اور معلوم نہیں حضرت خود کس حالت میں گزار دیتے تھے ۔ مگر مَیں آرام سے سوتا تھا ۔ تہجّد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اُٹھتے کہ مجھے کبھی خبر نہ ہوتی ۔ لیکن گاہے گاہے جبکہ آواز خشوع و خضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہو جاتی اور مَیں شرمندہ ہو کر اٹھتا ۔ لیکن بے خبری میں سویا رہتا تو حضور مجھے نماز فجر کے واسطے اٹھاتے اور (بیت) میں ساتھ لے جاتے ۔

حضرت حافظ حامد علی صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا بہت تکرار کرتے اور سجدہ میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا بہت تکرار کرتے ۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی چیز کو دوہرائے ایسا ہی حضرت صاحب کرتے ۔ عموماً پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھا کرتے تھے اور سجدہ کو بہت لمبا کرتے ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہ جائیں گے ۔ نماز تہجد کے واسطے آپ پابندی سے اٹھا کرتے تھے ۔
فرمایا کرتے تہجد کے معنی ہیں سو کر اٹھنا ۔ جب ایک دفعہ آدمی سو جاوے اور پھر نماز کے واسطے اُٹھے تو وہی اس کا وقت تہجد کا ہے ۔ عموماً آپ تہجد کے بعد سوتے نہ تھے ۔ صبح کی نماز تک برابر جاگتے تھے ۔
غرض آپ کا معمول جو دعاؤں کا تھا انہیں نے اس کے متعلق بتایا ہے کہ بعض دعائیں خصوصیت سے آپ تہجد کی نماز میں کیا کرتے تھے اور آپ اشراق کی نماز کو بھی اپنی دعاؤں کا خاص وقت قرار دیتے تھے اور وہ بھی خلوت کی عبادت ہے ۔ چنانچہ مکرمی مخدومی حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"میں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے بہت توجہ سے دعا کرتا رہوں گا ۔ دو خاص وقت ہیں ۔ ۱ ۔ وقت تہجد ۲ ۔ اشراق ۔ ماسوا اس کے پنجوقت نماز میں انشاء اللہ دعا کروں گا"

(الحکم قادیان ۲۱ ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء صٓ کالم ۲-۳)

اکرامِ ضیف اور حضرت مسیح موعود......

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعود...... سنت انبیاء کے موافق بڑے مہمان نواز تھے اور اپنے آرام کو دوسروں کے لئے قربان کر دیتے تھے ۔ اس کی بہت سے واقعات اور شواہد سے تصدیق ہوتی ہے ۔ ایک مرتبہ ایک مہمان نے آکر کہا کہ میرے پاس بستره نہیں ہے ۔ حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب کو کہا کہ اس کو لحاف دے دو ۔ حافظ حامد علی صاحب نے کہا کہ یہ شخص لحاف لے جائے گا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لحاف لے گیا تو اس کا گناہ ہوگا اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو ہمارا گناہ ہوگا ۔

ایک اور واقعہ مہمان نوازی کا بیان فرمایا کہ

ایک دفعہ مہمان کثرت سے آگئے ۔ بیوی صاحبہ (حضرت اماں جان) گھبرا گئیں ۔ مجھے (مفتی محمد صادق) جو مکان حضرت صاحب نے دے رکھا تھا وہ بالکل نزدیک تھا ۔ میں سنتا رہا ۔ حضرت صاحب نے بیوی صاحبہ کو ایک کہانی سنانی شروع کی ۔ فرمایا ایک شخص کو جنگل میں رات آگئی ۔ اس نے ایک درخت کے نیچے بسیرا کر دیا ۔ اس درخت کے اوپر ایک کبوتر اور کبوتری کا گھونسلہ بنا ہوا تھا ۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہمارے ہاں مہمان آیا ہے ۔ اس کی کیا خاطر کریں ۔ نر نے کہا سردی ہے ۔ بستره اس کے پاس نہیں ۔ ہم اپنا آشیانہ گرا دیں ۔ اس سے آگ جلا کر یہ رات گزارے گا ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ۔ پھر انہوں نے سوچا کہ اب اس کے واسطے کھانا نہیں ہے ۔ ہم دونوں اپنے آپ کو نیچے گرا دیں ۔ تاکہ یہ ہمیں ہی کھا لے ۔

حضرت مسیح موعود ...... نے کس لطیف پیرایہ میں اکرام ضیف کی تاکید فرمائی۔ حضرت (اماں جان) کو اللہ تعالیٰ نے خود ایک وسیع حوصلہ دیا ہے۔ اور وہ مہمانوں کی خدمت و دلداری میں جو حصہ لیتی ہیں اس سے وہ لوگ خوب واقف ہیں جن کی مستورات سالانہ جلسہ کی تقریب پر یہاں آیا کرتی ہیں۔ شروع شروع میں قادیان میں جبکہ ضروری اشیاء بھی بڑی دقت سے ملا کرتی تھیں تو مہمانوں کی کثرت بعض اوقات انتظامی دقتیں پیدا کر دیا کرتی تھیں۔ یہ گھبراہٹ بھی انہیں دقتوں کے رنگ میں تھی۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی مہمان نوازی کا بہترین سبق نہیں بلکہ مہمانوں کیلئے وہ اعلیٰ درجہ کی محبت اور ایثار جو آپ میں تھا اور جو آپ اپنے گھر والوں کے دل میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اس کی یہی نظیر ہے۔ پھر آپ کی حسنِ معاشرت پر بھی معاً روشنی ڈالتا ہے کہ کس رفق اور اخلاق کے ساتھ ایسے موقعہ پر کہ انسان گھبرا جاتا ہے اصل مقصد کو زیر نظر رکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

(الحکم قادیان ۲۱۔ اپریل ۱۹۱۸ء نمبر ۱۱ جلد ۲۰)

رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مکرم حضرت ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر علی برادران (محمد علی صاحب اور مسٹر شوکت علی صاحب) کے بڑے بھائی تھے۔ جنہوں نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود ...... کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بڑی سے بڑی تکلیفوں میں بھی ثابت قدم رہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے وہ صورت دیکھی جو حیات وسکوت وسنجیدگی کا ایک نورانی مجسمہ تھا...... بہت کوشش کر کے میں اس جلوہ گاہِ نور کی فطرت کا مطالعہ کرتا تھا۔ اس کی خاموشی کو بھی غور سے دیکھتا تھا اور کوشش کرتا تھا کہ چہرہ مقدس کی کوئی حالت نظر انداز نہ ہو جائے۔ لہٰذا احباب کی دلچسپی کے لئے بعض باتیں جو حافظہ میں اب تک موجود ہیں سُناتا ہوں۔

خدا پر کامل توکّل اور یقین۔ غیرتِ ایمانی کا ایک واقعہ

فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ باتوں باتوں میں مولوی الٰہی بخش صاحب بنارسی نے وقتِ عصر کہا کہ حضرت مجھے یقین ہے کہ میری بیعت کے بعد بہت لوگ بیعت کریں گے۔ چھت پر حضرت اقدس ٹہل رہے تھے اور مولوی الٰہی بخش صاحب گورداسپور میں ایک وفد کے ساتھ اہلِ بنارس کی طرف سے تحقیقات کے لئے آئے تھے۔

حضرت ٹہلتے ٹہلتے فوراً کھڑے ہو گئے اور چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ فرمایا۔ مولوی صاحب مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے کرو بیعت کرے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے وہ خود ہی دنیا کا سر میرے قدموں پر گرا دے گا۔

مولوی صاحب کے لہجہ میں بظاہر کوئی ایسی ادا نہیں تھی کہ جوش پیدا کرتی۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی فطرت ایک مجلّہ آئینہ ہوتی ہے وہ قلب کی اندرونی کیفیات بعض وقت اس طرح دیکھتے ہوتے ہیں گویا کتاب پڑھ رہے ہیں۔"

(الحکم قادیان ۱۴۔ فروری ۱۹۲۰ء جلد ۲۲ نمبر ۶)

"گھبرائیں نہیں ایک زمانہ آنے والا ہے کہ یہ سب لوگ آپ کے قدموں پر گریں گے"

حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ بیان فرماتے ہیں :۔

"ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود ...... جہلم کو کرم دین کے مقدمہ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے۔ میں ان دنوں میاں میر چھاؤنی میں ملازم تھا۔ مجھے جب پتہ لگا کہ حضرت اقدس ...... فلاں ٹرین سے تشریف لا رہے ہیں۔ تو ہم سٹیشن پر جا پہنچے۔ گاڑی آئی حضرت اقدس جس ڈبہ میں سوار تھے ہم بھی چند لوگ اس ڈبہ میں بیٹھ گئے اور حضور سے ملاقات کی۔ مفتی محمد صادق صاحب نے میرا تعارف کرایا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ میں قاضی صاحب کو جانتا ہوں۔ یہ ہمارے پرانے دوست ہیں اور حضور نے مجھ سے جو پہلا سوال کیا وہ یہ تھا کہ اب آپ کے رشتہ داروں کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا حضور اب تو ان کی مخالفت انتہاء کو پہنچ گئی ہے۔ فرمانے لگے۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ یہ سب لوگ آپ کے قدموں پر گریں گے۔ پھر مجھے ازراہِ شفقت اپنے پاس ہی بٹھا لیا اور ہم سب ساتھ ہی لاہور پہنچ گئے۔

میاں چراغ دین صاحب کے مکان پر تمام آنے والے دوست فروکش ہوئے اور میں بھی وہاں ہی حضور کے پاس رہا۔ رات کو میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ میرا بستر حضرت صاحب کے بالکل قریب کیا جائے تاکہ میں حضرت صاحب کو نفل پڑھتے ہوئے دیکھوں۔

انہوں نے حضرت صاحب کی چارپائی کے ساتھ میرا بستر کروا دیا۔ دو بجے رات کے قریب میں اٹھا اور باہر وضو کرنے چلا گیا۔ وضو کر کے جب میں واپس آیا تو آگے میرے بستر پر حضور ...... نفل پڑھ رہے تھے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ حضور ...... ہی ہیں۔ میں نے ایک دوست سے ذکر کیا۔ کہ دیکھو میری جگہ پر کوئی اور دوست آ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے یہ جگہ لی تھی۔ تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔

آئیے آپ اپنی جگہ پر بیٹھ جائیے۔

پھر مجھے معلوم ہوا کہ یہ حضرت اقدس ہیں۔ میں نے معذرت کی۔ مگر حضور ...... نے مجھے پکڑ کر اس جگہ پر کھڑا کر دیا۔"

(الحکم قادیان ۱۴، اکتوبر ۱۹۳۶ء جلد ۳۹ نمبر ۲۲)

حضرت مسیح موعود ...... کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور شفقت کا جذبہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی فرماتے ہیں :۔

"بنی نوع انسان کی ہمدردی کا اس قدر جوش آپ میں تھا کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ

نے ایک مرتبہ اپنی یادداشت میں لکھا تھا کہ خلق اللہ عیالی ۔ اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے ۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں ۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر اس کو فائدہ پہنچاؤں ۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس سے ہمدردی کروں ۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں سے بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو ۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونی چاہیئے ۔

ایک مرتبہ کا واقعہ آپ نے خود بیان فرمایا کہ آپ سیر کو نکلے ۔ عبدالکریم پٹواری آپ کے ساتھ تھا ۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے تھا ۔ راستہ میں ایک بڑھیا ۷۰ - ۷۵ برس کی ملی ۔ اس نے اس کو کہا کہ میرا خط پڑھ دو ۔ اس نے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا ۔ میرے دل پر چوٹ لگی ۔ اس نے وہ خط مجھے دیا ۔ میں ٹھہر گیا ۔ اسے پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا ...... (الحکم ۷ - ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء جلد ۴۳ نمبر ۶-۷)

بقیہ : خلاصہ خطبات جلسہ برطانیہ ۱۹۹۶ء

سادہ سے سادہ انسان تقویٰ کی روشنی سے منوّر ہو سکتا ہے ۔ اگر آپ خلوص اور تقویٰ سے کام کریں گے تو آپ کی لاعلمی آپ کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی ۔ اگر آپ اپنے نفس میں ڈوب جائیں گے تو اعلیٰ ترین مقام تک رسائی پا لیں گے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سفر مشکل اور دُور بے شک ہے مگر اس سفر کو چھوڑنا نہیں ٹھوکریں کھاتے اور زخمی ہوتے ہوئے بھی لگن اور جوش سے اس طرف سے بڑھتے چلے جانا ہے ۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کرنے والے بھی ٹھوکریں کھاتے اور بعض دفعہ جان سے بھی گزر جاتے ہیں ۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ ہر شخص جو چوٹی سر کرتا ہے اس کے اندر عجز کا احساس پیدا ہوتا ہے ۔ بلندیوں کا سفر ہمیشہ عاجزی سکھاتا ہے ۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے احمدیوں کو سلام پیش فرمایا ۔ غانا ۔ ربوہ ۔ کراچی وغیرہ سب دنیا کے احمدیوں کو سلام کہا ۔ اسیران راہ مولا کو سلام پیش کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو احمدی پاکستان کے زندان خانوں میں قید ہیں وہ مجھے لکھتے ہیں کہ آپ کیوں ہمارے لئے روتے ہیں ہم نے تو ان قید خانوں میں ایمان کی زبردست استقامت کی دولت پائی ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسیران راہ مولا اور ان کی نسلوں کو سلام بھیجا ۔ اور ان کی قربانیوں کو سلام بھیجا ۔

آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی ۔ اور یوں خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ رقت بھری دعاؤں کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا ۔ (بشکریہ روزنامہ الفضل ۔ ربوہ ۲۸ ، ۳۰ ، ۳۱ جولائی و یکم و ۳ اگست ۱۹۹۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ...... فرماتے ہیں :۔

"مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ۱۳ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رُعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دُکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہِ کثیر کفّار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ اُن کے محتاجوں کو مال سے مالامال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقتہً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پُرانے کینے یک لخت دُور ہو گئے۔ آپؐ کا بھاری خُلق جس کو آپؐ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خُلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی اُس کا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کیلئے ہے تا میرے مرنے سے اُن کو زندگی حاصل ہو ...... اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کیلئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور اُن کے جوَر و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۷-۴۴۸)